https://ataunnabi.blogspot.com/

مرزائیوں کے سوال اور

حضور قبلہ عالم کی طرف سے ان کے جواب

مرتبہ مفتی عبدالحی چشتی

از کتاب

اَلمکتوبات الطیبات

(سنِ تصنیف : 1324ھ بمطابق 1904ء)

تصنیفِ لطیف

فاتح قادیانیت شیخ الاسلام

سید پیر مہر علی شاہ چشتی حنفی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب حضرت شیخنا سیدنا ومولانا زبدۃ المحققین ورئیس العارفین، بعد سلام علیکم کے عاجزیوں گزارش کرتا ہے کہ فرقہ باطلہ مرزائیہ کی تائید میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ایک معتقد مرزا ابو العطاء حکیم خدا بخش قادیانی نے ایک ضخیم کتاب ''عسل مصفّٰی'' لکھی ہے اس کتاب میں مرزا موصوف نے اپنے زعم میں وفات مسیح کو تک جہاں تک ہو سکا ثابت کیا۔ مرزا صاحب قادیانی نے تو ''ازالۂ اوہام'' مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۳۰۸ھ کے صفحہ ۵۹۱، سے تا ۶۲۷، میں تیس (۳۰) آیات قرآنی سے وفات مسیح کا استدلال پکڑا۔ مگر حکیم صاحب اپنے پیر سے بھی بڑھ نکلے۔ یعنی انہوں نے ساٹھ آیات قرآنی سے وفات مسیح کا استدلال پکڑا۔ مثل مشہور ہے۔

گرو جہناں دے جاندے ٹپ چیلے جان شڑپ

راقم الحروف کی اکثر اوقات امرتسر کے مرزائیوں کے ساتھ گفتگو ہوتی رہتی ہے آپ کی کتاب سیف چشتیائی نے مجھے بڑا فائدہ دیا۔ اور چند ایک مرزائیوں نے اسے پڑھا۔ چنانچہ حکیم الٰہی بخش صاحب مرحوم معہ اپنے لڑکے کے آخر مرزائیت سے توبہ کر گئے۔ اور اسلام پر ہی فوت ہوئے۔ اور باقی مرزائیوں کے دل ویسے ہی سخت رہے۔ سچ ہے کہ

خاک سمجھائے کوئی عشق کے دیوانے کو زندگی اپنی سمجھتا ہے جو مر جانے کو

میری خود یہ حالت تھی کہ عسل مصفّٰی کو پہلی بار پڑھنے سے دل میں طرح طرح کے شکوک اٹھے اور وفات مسیح پر پورا یقین ہو گیا۔ مگر الحمد للہ کہ آپ کی سیف چشتیائی اور شمس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الہدایات نے میرے متذبذب دل پر تسلی بخش امرت ٹپکایا۔ امید ہے کہ کئی برگشتہ آدمی اس سے ایمان میں تروتازگی حاصل کریں گے۔ عرصہ ایک سال سے عاجز نے کمر بستہ ہو کر یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ایک ضخیم کتاب بنا کر ''عسل مصفّٰی'' کی تردید بخوبی کی جائے اور اس کی تمام چالاکیوں کی قلعی کھولی جائے۔ چنانچہ راقم الحروف ''عسل مصفّٰی'' کے رد میں ایک کتاب ''صاعقہ رحمانی بر نخل قادیانی'' لکھ رہا ہے اور اس کے پانچ باب ترتیب وار باندھے ہیں:

۱.....حیات مسیح علیہ السلام پندرہ (۱۵) فصلوں پر۔

۲.....حقیقت المسیح علیہ السلام پندرہ (۱۵) فصلوں پر۔

۳.....حقیقت النبوت پندرہ (۱۵) فصلوں پر۔

۴.....حقیقت المہدی بارہ (۱۲) فصلوں پر۔

۵.....حقیقت الدجال آٹھ (۸) فصلوں پر۔

مصنف ''عسل مصفّٰی'' نے چند ایک اعتراضاتِ مسیح اور رجوع موتیٰ پر کئے ہیں۔ عاجز ذیل میں وہ اعتراضات تحریر کر دیتا ہے اور آپ سے ان کے جوابات کا خواستگار ہے۔ میں نے امرتسر کے چند ایک عالموں مثلاً محمد داؤد بن عبدالجبار غزنوی، خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی، ابوالوفاء ثناء اللہ وغیرہ سے ان اعتراضوں کے جواب پوچھے مگر افسوس کہ کسی نے بھی جواب تسلی بخش نہیں دیئے۔ اب امید ہے کہ آپ بخیال ثواب دارین ان اعتراضوں کے جواب تحریر فرما کر فرقہ مرزائیہ کے دام مکر سے اہل اسلام کو خلاصی دیں گے۔

اوّل:

۱.....صحیح بخاری، مطبع احمدی، جلد ۱، ص ۴۸۱) میں ہے: **عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت عیسیٰ علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام وابراھیم علیہ السلام فاما عیسیٰ**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاحمر جعد عریض الصدر۔

۲۔۔۔۔پھر اسی بخاری میں ہے: حدثنا احمد قال سمعت ابراهيم عن ابيه قال لا والله ما قال النبی ﷺ بعیسیٰ احمر ولكن قال بينما انا نائم اطوف بالكعبة فاذا رجل ادم سبط الشعر يهادىٰ بين رجلين يتطف رأسه ماء او يهراق ..... الخ

اوّل حدیث میں عیسیٰ مسیح بن مریم ناصری کا حلیہ سرخ رنگ، بال گھونگر دار سینہ چوڑا تھا۔ اور دوسری حدیث میں مسیح موعود کا حلیہ گندم گوں رنگ، بال کندھوں پر لٹکے ہوئے اور سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہوا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مسیح ناصری اور ہے اور آنے والے مسیح جس نے دجال کو مارنا ہے، اور ہے۔

دوسری حدیث میں یہ بھی ہے۔ قال ثم اذا برجل جعد قطط اعور العين اليمنى كان عينه عنبة طافية كاشبه من رايت من الناس بابن قطن واضعا يديه على منكبى رجلين يطوف بالبيت ..... الخ

اس سے معلوم ہتا ہے کہ نبی ﷺ نے دجال کو بھی کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ مگر دوسری صحیح حدیثوں سے صاف عیاں ہے کہ دجال پر مکہ و مدینہ حرام کئے گئے ہیں۔ پھر مسیح دجال کا طواف کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

دوم: صحیح بخاری میں ہی ہے: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ تحشرون حفاة عراة غرلا ثم قرء ﴿كما بدأنا اول خلق نعيده وعداً علينا انا كنا فاعلين﴾ فاول من يكسى ابراهيم، ثم يؤخذ برجال من اصحابى ذات اليمين وذات الشمال فاقول اصحابى فيقال انهم لم يزالوا مرتدين

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علی اعقابھم مذ فارقتھم اقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ بن مریم وکنت علیھم شھیدًا ما دمت فیھم فلما توفیتنی ..... الخ

جزء سورۃ مائدہ میں ذکر ہے کہ مسیح پر سوال ہونے پر مسیح جواب دیں گے کہ

﴿سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ط اِنْ کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ط تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَکُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ..... الخ﴾

قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ یہ آیات اپنے اوپر چسپاں کر کے فرمادیں گے۔ اور اپنے بیان کو عیسیٰ کی طرح بیان فرمادیں گے۔ اب یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔ پس آپ یہی کہیں گے کہ جب تو نے مجھے وفات دی اور **کما قال العبد الصالح** صاف ظاہر کرتا ہے کہ مسیح بھی یہی کہیں گے۔ ''جب تو نے وفات دی''۔

اب اس سے معنی وفات کے لے کر یہ کہا جائے کہ اس سے مراد وہ موت ہے جو مسیح کو زمین پر آنے کے پینتالیس (۴۵) سال بعد آئے گی۔ تو اس پر یہ اعتراض لازم آئے گا کہ مسیح کے پیرو مسیحی ابھی گمراہ نہیں ہوئے بلکہ مسیح کی وفات کے بعد ہوں گے۔ اور اس جا آئندہ وفات مراد لینا اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ خدا تو مسیح کے اس زمانے کی نسبت سوال کر رہا ہے جب کہ مسیح کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا نہ کہ آئندہ زمانہ کی نسبت اور پھر مسیح اتنا زمانہ چھوڑ کر آئندہ موت کی بابت کس طرح گفتگو کرتے اور پھر تفسیر مثلاً **کمالین و حسینی** وغیرہ میں ﴿**فلما توفیتنی**﴾ کے معنی **رفع الی السماء** نہ ہوتا۔

اور گذشتہ زمانے میں یہ کہنے پر کہ'' جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا''۔ یہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعتراض آتا ہے کہ آنحضرت پھر" **کما قال العبد الصالح**" فرما کر قیامت کو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ "جب تو نے مجھے فوت کرلیا"۔ ورنہ یوں کہنا چاہئے۔ "جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا"۔ اور یہ غلط ہے جس حالت میں کہ مسیح کی طرح ہی آنحضرت ﷺ فرمادیں گے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مسیح کی بابت تو آسمان پر اٹھایا جانا معنی کریں اور آنحضرت کی بابت فوت ہوجانے کے معنی کریں۔ کیونکہ اس سے تو مماثلت درست نہیں رہتی۔

سوم: صحیح بخاری میں کتاب التفسیر میں ہے۔"**قال ابن عباس** رضی اللہ عنہ **متوفیک ممیتک**" بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ایسے معنی کرنے میں آیت **یا عیسیٰ انی**.....الخ، میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں اس پر یہ اعتراض آتے ہیں۔

۱.....صحیح بخاری سے یہ ثابت نہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔ کیونکہ کتاب التفسیر میں صرف **متوفیک** کے معنی **میتک** لکھے ہیں۔

۲.....اگر **رافعک** کے بعد **متوفیک** کو رکھیں تو لازم آئے گا کہ مسیح کا رفع تو ہوگیا ہے۔ **ومطھرک وجاعل الذین**.....الخ۔ کا وعدہ ابھی پورا نہیں ہوا بلکہ بعد وفات کے ہوگا اور یہ غلط ہے۔

۳.....اگر **متوفیک** کو **مطھرک** کے بعد رکھئے تو لازم آئے گا کہ **رفع ومطھر** ہونے کے وعدے تو پورے ہوگئے ہیں مگر مسلمان کافروں پر غالب نہیں ہیں بلکہ موت کے بعد ہوں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

۴.....اگر **متوفیک** کو سب کے آخر رکھیں تو لازم آئے گا کہ قیامت کے دن جب کہ اور لوگ زندہ ہوکر اٹھیں گے مسیح فوت ہوجائیں گے کیونکہ چوتھا وعدہ یہ ہے کہ قیامت تک تیرے پیروؤں کو کافروں پر غالب رکھوں گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵.....یہ چار وعدے ترتیب وار ہیں اگر واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے بلکہ قیامت کے پہلے پہلے یہ سب وعدے پورے ہو جانے چاہئیں تو الی **یوم القیمة** کی ضرورت نہ تھی۔ اور اس کی نظیر میں کوئی اور آیت بھی پیش کرنی چاہئے۔

چہارم: بعض مفسرین نے آیت **وان من اهل الکتاب**.....الخ، کے معنی یہ کئے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت کے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے۔ اس پر ''عسل مصفّٰی'' کے یہ اعتراض ہیں کہ:

۱.....آیت، **وجاعل الذین**.....الخ، آیت سے صاف عیاں ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مؤمن ہو جائیں گے۔

۲.....یہ معنی مفسرین کے اس آیت کے مخالف ہیں۔ جہاں ارشاد ہے کہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان تا قیامت بغض ڈالا ہے۔

۳.....اور اس آیت کے بھی مخالف ہے کہ جہاں ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت پیدا کر دیتا۔ مگر یہ سنت اللہ کے برخلاف ہے۔

۴.....یہ کہ جب آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں تمام اہل کتاب مسلمان نہیں ہوئے۔ تو پھر مسیح کے زمانے کو کیا خصوصیت ہے۔

۵.....دجال یہودی ہوگا اور اس کے ساتھ ۷۰ ہزار یہود ہوں گے۔ باوجود اہل کتاب ہونے کے پھر وہ کیسے ایمان لانے کے بغیر مر جائیں گے۔

پنجم:۔ عسل مصفّٰی والے مسیح علیہ السلام کے معجزات احیائے موتی ابراہیم علیہ السلام کے، **رب ارنی کیف تحی الموتیٰ**.....الخ، عزیر علیہ السلام کے ۱۰۰ سال کے بعد زندہ ہو جانے، بنی اسرائیل کے ۷۰ سرداروں کے زندہ ہو جانے سے صاف انکار کیا ہے۔ اور اسی کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باطل تاویلیں کی ہیں۔اور عدم رجوع موتی پر یہ آیات قرآنی پیش کئے ہیں:

۱.....﴿وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ (جز ۱۷، رکوع ۷)

۲.....﴿أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾

(جز ۲۳، رکوع ۱)

۳.....﴿حَتّٰى إِذَا جَآءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْ أَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَّرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾

(جز ۱۸، رکوع ۶)

۴.....﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ (جز ۲۴، رکوع ۶)

۵.....﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ﴾ (جز ۱۸، رکوع ۱)

ششم: جز ۳، سورۃ البقر میں جہاں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے فرمایا کہ: **رب ارنی کیف**.....الخ۔اس پر مرزائی کہتے ہیں کہ مفسرین نے قیمہ کرنا، کوٹنا کس کے معنی کئے ہیں۔ گو فَصُرْهُنَّ کے معنی کوٹنا بھی ہیں مگر یہاں ایک ایسے معنوں سے روکتا ہے کہ اگر کوٹنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا معنی ہوتے تو صرف ''**فصرھن**'' کافی تھا نہ کہ ''**فصرھن الیک**'' اور جز صرف ٹکڑوں کو ہی نہیں کہتے بلکہ ثابت جسم کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ جیسے ۱۶ آدمیوں کا جز، ۴ آدمی، دو آدمی آٹھ آدمی، اور ایک آدمی بھی ہوسکتا ہے۔ پس اسی طرح ابراہیم نے چار جانوروں میں سے ایک ایک جانور پہاڑ پر رکھا اور پھر آواز دے کر ان کو اپنے پاس بلایا۔

ہفتم: جس حالت کو قرآن مجید کی بیس سے زیادہ آیتوں میں **متوفی** کے معنی موت کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آئے ہیں۔تو پھر یہاں مسیح کو کیا خصوصیت ہے۔اگر پورا لینے کے معنی لیں تو پھر بھی یہ ایک معما باقی رہتا ہے کہ

۱.....کیا عمر کو پورا کرنا۔

۲.....کیا جسم وروح کو پورا کر لینا۔

۳.....یا اور کوئی اور معنی، اور اگر جسم مع الروح پورا لینا مراد ہے تو باقی آیات میں جہاں **توفی** وغیرہ ہے تو کیا یہ معنی بنیں گے کہ خدا یا فرشتے لوگوں کو جسم مع الروح اٹھا لیتے ہیں۔ بعض مفسرین نے قبض کرنا کے معنی لئے ہیں اور قبض ہمیشہ روح کا ہوا کرتا ہے۔

ہشتم:۔جب کہ خدا تعالیٰ فاعل ہو اور کوئی ذی روح مفعول تو **متوفی** کے معنی ہمیشہ قبض روح کے ہوا کرتے ہیں اور اگر مرزائیوں کے آگے آیات ''**توفی کل نفس**'''' ''**ابراھیم الذی وفا**'' وغیرہ پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو باب تفعل سے نہیں ہیں گو اس کا ماخذ وفا ہی ہے۔

یہ آٹھ سوال گویا تمام ''عسل مصفّٰی'' کے اعتراضوں کا خلاصہ ہے۔ان کا جواب دینا گویا مشن مرزائیہ کے سر پر آسمانی بجلی گرانا ہے۔امید ہے کہ آپ ان کے جوابات تسلی بخش تحریر فرما دیں گے۔

از

خادم الاسلام محمد حبیب اللہ

(کٹڑہ مہیاں سنگھ کوچہ ناظر قطب الدین

پاس مسجد غزنویاں امرتسر)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ والہ وصحبہ

جواب سوال نمبر ۱:

احمر اور آدم سے مراد ایک ہی شخص ہے۔ کیونکہ درصورت تغائر دوسری حدیث کا جملہ (**لا واللہ ما قال النبی ﷺ بعیسیٰ احمر ولکن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم .....الخ**) بے محل اور غیر مربوط ثابت ہوتا ہے اگر احمر و آدم دو شخص ہوتے تو ایک شخص کا سرخ رنگ اور دوسرے کا گندم گوں ہونا ناممکن اور غیر واقعی نہیں مانا جا سکتا تو پھر حلفی نفی کا کیا معنی۔ اس قدر تشدد اور تاکید بالحلف اس صورت میں شایاں ہے کہ ایک ہی شخص کی نسبت حلیہ بیان کیا جاتا ہے۔ اور اسی شخص کو ایک راوی احمر بتاتا ہے اور دوسرا آدم روایت کرتا ہے۔ اور راوی ثانی کو اجتماع بین الحلیتین فی شخص واحد غیر واقعی نظر آتا ہو۔ یا صرف روایت باللفظ اس کا مقصود ہو۔ دراصل بات یہ ہے کہ مسیح ناصری وہی مسیح موعود ہے۔ اور فی الوقع دونوں حدیثیں صحیح مانی جا سکتی ہیں۔ راوی ثانی کا مطلب اور مطمح نظر صرف روایت باللفظ ہے۔ نفیاً و اثباتاً مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی رنگت میں چونکہ سرخی وسپیدی ملی ہوئی تھی کما فی ابی داؤد وغیرہ (**فاذا رأیتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض** .....الخ) ایسی رنگت والے کو اگر سرخ کہا جائے تو بھی اور اگر گندم گوں بتایا جائے تو بھی بجا ہے۔

رہا آنحضرت ﷺ کا مسیح اور دجال دونوں کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھنا سو معلوم ہو کہ خیال منفصل اور عالم رویا میں عالم شہادت کے محالات ممکنات دکھائی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیتے ہیں ایسا ہی مجردات الجسم ہوکر۔ چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا بروز حشر ایک صورت میں جلوہ گر ہونا جس کا مؤمنین انکار کریں گے۔ پھر دوسری صورت میں متجلی ہونے پر اقرار۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ کا (علم) کو درصورت لبن مشاہدہ فرمانا۔ اور نیز واضح رہے کہ ہر ایک شخص اپنے خیالات اور اعتقادات واعمال میں مرکز استعداد ذاتی اپنے کے اردگرد گھومتا رہتا ہے۔ یعنی ان اسماء الٰہیہ کے دائرہ سے باہر نہیں جاسکتا کہ جن اسماء کے لئے اس کا عین ثابت فیض اقدس میں بغیر تحلل جعل مظہر قرار دیا گیا ہے۔ صدیقی عین ثابت (ھادی) اور ابوجہل کا عین ثابت (مضل) کے احاطہ سے باہر نہیں جاسکتا۔ ایسا ہی عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا عین ثابت اور دجال کا بھی۔

حدیث کا مطلب: آنحضرت ﷺ نے مشاہدہ فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم اور دجال دونوں اپنے بیت اللہ اسمائی کا طواف کررہے ہیں۔ ایک **یھدی من یشاء** کے اظہار میں اور دوسرا **یضل من یشاء** کے اسباب میں سرگرم اور کمربستہ ہے۔ ہادی اور مضل کا موصوف چونکہ ذات واحدہ ہے لہٰذا عالم رؤیا میں آنحضرت ﷺ کو ایک ہی بیت اللہ مشہود ہوا یہ ہے مطلب مسیح اور دجال دونوں کے طواف کرنے کا۔ **واللہ اعلم وعلمہ اتم۔**

دوسری حدیث جس میں دجال کی عدم رسائی بیت اللہ تک کا ذکر ہے وہ بھی صحیح وبجا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حسب ارشاد نبوی ﷺ دجال کو عالم شہادت میں بیت اللہ تک رسائی نہ ہوگی۔

جواب سوال نمبر ۲و۳:

توفیٰ کا معنی موت نہیں بلکہ موت ایک نوع ہے معنی توفیٰ کے انواع میں سے، توفی کا معنی قبض کرلینا، اٹھالینا، پورا کرلینا، سولانا، دیکھو لسان العرب قاموس، صراح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وغیرہا سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ پھر قبض کر لینا عام ہے، ایسا ہی اٹھالینا۔ اگر اس قبض ورفع کا متعلق نفوس وارواح ہوں اور فاعل اللہ تعالیٰ تو اس کے لئے دوصورتیں ہیں۔ ایک موت ،دوسری نیند۔ پس موت اور نیند معنی **توفی** کے لئے جزئیات ومواد ٹھہرے۔ چنانچہ آیت ذیل سے صاف ظاہر ہے ﴿**اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا**﴾ (الزمر، آیت ۴۲) یعنی قبض نفوس وارواح کی دوصورتیں ہیں ایک موت ،دوسری نیند۔ اگر **یتوفی** کا معنی موت دینا اور مارنے کا لیا جائے تو کلام الٰہی (معاذ اللہ) بالکل بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ جب **توفی** کے مفہوم میں موت ہے تو پھر (**حین موتھا**) لغو ٹھہرے گا اور (**والتی لم تمت**) میں بوجہ عطف کے (**الانفس**) پر اجتماع ضدین (موت وعدم موت) کا سامنا آئے گا وھو باطل۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قبض نفوس گو دوصورتیں موت ونیند میں ہوتا ہے۔ مگر درصورت موت نفس مقبوضہ کو چھوڑا نہیں جاتا بخلاف حالت نیند کے کہ اس میں نفس مقبوضہ کو اجل مسمّٰی ومیعاد معین تک چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ساری آیت پڑھو۔

﴿**اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى**﴾۔

پس ثابت ہوا کہ **توفی** کا معنی صرف قبض ہے اور مقبوض شدہ شے خواہ نفوس وارواح ہوں۔ اور پھر چھوڑے نہ جائیں۔ چنانچہ موت کی صورت میں یا پھر چھوڑ دیئے جائیں چنانچہ بحالت نیند وبیداری، یا غیر نفوس ہوں۔ چنانچہ توفیت مالی وغیرہ محاورات عرب کما فی لسان العرب وغیرہ ایسا ہی (**متوفیک**) اور (**فلما توفیتنی**) خارج ہے موضوع لہ توفی سے کہ (**المضاف اذا اخذ من حیث انہ مضاف یکون التقیید داخلا والقید خارجا**) قاعدہ مسلمہ ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرض کیا کہ زید مر گیا اور عمرو سو رہا ہے۔ اور دونوں کے متعلقین نے بعد مر جانے زید کے اور سو جانے عمرو کے ارتکاب جرائم اعتقادی و عملی کرنا شروع کیا زید و عمرو دونوں سے سوال کرنے میں ایک ہی عبارت کا استعمال بحسب شہادت آیت مذکورہ بالا۔

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ﴾ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً (**انتما قلتما ان یعتقد و اویعملوا کذا و کذا**) بجواب اس کے دونوں کہہ سکتے ہیں کہ (**ما کان ان نقول لھم کذا کذا الا ما امرتنا و کنا علیھم شھیدین مادمنا فیھم فلما توفیتنا کنت انت الرقیب علیھم و انت علی کل شیء شھید**) یعنی برخلاف ارشاد الٰہی ان کو کہنا ہم کو شایاں نہیں تھا۔ ہم جب تک ان میں موجود تھے ان کو ہدایت کرتے رہے اور فرمانِ خداوندی پہنچاتے رہے۔ پھر جب تو نے ہمارے ارواح کو قبض کر لیا اور اٹھا لیا پھر تو ان پر نگہبان تھا۔ بشہادت آیۃ مسطورہ بالا و کتب لغت لسان العرب، قاموس، صراح۔ **توفی** کا معنی قبض و رفع کا ٹھہرا اور موت و نیند انواع و اقسام ٹھہرے معنی قبض کے لئے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ استعمال کلی کا جزئی میں مجاز ہے نہ حقیقت لہٰذا اہل لغت نے موت کو معنی مجازی ٹھہرایا ہے۔ **توفی** کے لئے سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ اور مسیح ابن مریم علیہما السلام بجواب سوال مذکورہ لفظ **فلما توفیتنی** استعمال فرما سکتے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ بایں معنی پھر جب قبض کر لیا تو نے روح میری اور مسیح علی نبینا و علیہ السلام پھر جب قبض کر لیا تو نے مجھ کو یعنی میرے جسم کو مع الروح پکڑ لیا اور اٹھا لیا۔ وجہ اس کی وہی ہے کہ **توفی** کا معنی مطلق قبض و رفع کا ہے اور شیء مقبوض و مرفوع اس کے معنی سے خارج ہے۔ جملہ **توفی اللہ زیداً**، کو تینوں صورتوں میں بول سکتے ہیں۔

۱..... اللہ تعالیٰ نے زید کو مار دیا۔ یعنی اس کی روح کو قبض کرنے کے بعد نہ چھوڑا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲.....یا اللہ تعالیٰ نے زید کو سلایا۔ یعنی اس کی روح کو بعد القبض چھوڑ دیا۔

۳.....یا اللہ تعالیٰ نے زید کو بالکلیہ (جسم مع الروح) قبض کر لیا اور اٹھا لیا۔ تیسری صورت محل نزاع ہے اور پہلی دو صورتیں آیۃ ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ﴾ سے صراحۃً ثابت ہیں۔ بلکہ اس آیت میں یتوفیٰ کے معنی میں غور کرنے پر یہ اشکال جاتا رہتا ہے کہ جسم مع الروح کا اٹھا لینا جملہ مذکورہ سے کیسے مراد ہو سکتا ہے۔ حالانکہ محاورہ قرآنیہ میں جس جگہ توفیٰ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو وہاں معنی موت ہی مراد ہے۔ کیونکہ مطلق قبض و رفع توفیٰ کا معنی ہے نہ خاص موت ہی۔

جو لفظ کہ معنی کلی (مطلق رفع و قبض) کے لئے موضوع بشہادت لغت و قرآن کریم ہے اس لفظ (توفیٰ) کو ایک اس معنی کی جزی کے لئے موضوع سمجھ لینا مثلاً انسان کو خاص زید کے لئے موضوع قرار دے لینا سراسر جہالت ہے۔

سطحی فرقہ کو دھوکا لگنے کی وجہ علاوہ قلت مبلغ علمی کے یہ بھی ہے کہ معنی کلی توفیٰ کے جزئیات و مواد میں سے موت والا مادہ فی الواقع بھی بہت ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی بکثرت وارد ہوا ہے یہاں تک کہ اس کثرت کی وجہ سے عوام نے موت کو معنی حقیقی توفیٰ کے لئے سمجھ رکھا ہے۔ مگر اہل تحقیق و اہل بصیرت کی نظر واقعات پر ہوتی ہے۔ یعنی وہ لوگ مثلاً دیکھتے ہیں کہ گو قرآن کریم ہی میں خلقت انسان نطفہ سے بنائی گئی ہے اور اس کے نظائر و جزئیات کے لئے اس قدر وسعت اور فراخی ہے کہ شمار میں نہیں آ سکتے۔ اور ﴿اِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ اور ایسا ہی ﴿خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ﴾ بھی کثرت مذکورہ پر شاہد ہیں۔ مگر اس سے ہرگز ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ لفظ خلق کا معنی یہی قرار دیا جائے کہ نطفہ سے پیدا کرنا بلکہ خلق کا معنی مطلق پیدا کرنا ہے خواہ نطفہ والدین سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو چنانچہ کثیر الوقوع ہے یا صرف نطفہ والدہ سے چنانچہ مسیح ابن مریم یا جسم انسانی کے پہلو سے چنانچہ حوا رضی اللہ عنہا، یا مٹی سے چنانچہ آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام لہٰذا توفی کا معنی صرف موت بشہادت کثرۃ نظائر قرآنیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ یہاں پر بالطبع سوال ذیل پیدا ہوتا ہے کہ ﴿اِنَّاخَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ،خُلِقَ مِن مَّاء دَافِقٍ يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِب﴾ کے عموم سے نصوص قرآنیہ مثلاً ﴿خُلِقَهُ مِنْ تُرَابٍ﴾ اور ﴿اِنَّ مَثَلَ عِيسىٰ عِنْدَاللّٰهِ ..... الخ﴾ آدم وعیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما السلام کو استثناء کنندہ موجود ہیں۔ اور عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو کون سی نص قرآنی کثیرۃ الوقوع جزئیات ومواد سے مستثنیٰ کرتی ہے۔

جواب: آیت ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِيْناً بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ نص قطعی ہے۔ عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ السلام کے بتمامہ وزندہ اٹھایا جانے پر۔

سوال: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ سے مراد رفع درجات واعزاز ہے۔ کماقال سبحانہ ﴿وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَات﴾ نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو زندہ اٹھالیا۔

جواب: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ سے رفع درجات مراد لینا بالکل مخالف ہے سیاق کلام الٰہی کے۔ اس لئے کہ ماقبل میں قول یہود کا ذکر ہے کہ ﴿اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ یعنی یہود کا یہ خیال تھا کہ ہم نے مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو بذریعہ صلیب مار ڈالا جس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح کا بذریعہ صلیب قتل کرنا یہ محض یہود کا غیر واقعی زعم ہے۔ انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اٹھالیا یعنی مسیح کو ان کے ہاتھ سے بچالیا۔ چنانچہ دوسری جگہ فرماتا ہے ﴿وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَنْكَ﴾ یعنی اے مسیح منجملہ ہمارے انعامات واحسانات کے جو تجھ پر ہم نے کئے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جن کا ذکر ماقبل میں ہے مثلاً احیاء موتیٰ وابراء اکمہ وتائید بروح القدس، ایک یہ بھی احسان ہے کہ ہم نے تم کو یہود کے ہاتھ سے بچالیا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تردید اسی صورت میں تردید ماقبل یعنی قول یہود کی ہوسکتی ہے کہ **رفعه الله اليه** سے رفع جسمانی لیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ نے مسیح کے جسم کو اٹھالیا اور یہود کے پنجہ سے بچالیا۔ **كما قال ﴿وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَنْكَ﴾** اور نیز درصورت رفع درجات واعزاز کلمہ بل کے ماقبل اور مابعد یعنی قتل ورفع میں علاوہ مخالفت سیاق کلام کے تضاد بھی نہیں پایا جاتا جو کہ قصر قلب کا مفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ "**ما اهنت زيدا بل اكرمته**" میں نے زید کی اہانت نہیں کی بلکہ اس پر اکرام کیا ہے اور اس کو عزت بخشی ہے۔ اہانت اور اکرام میں تضاد ہے دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ ایسا ہی قتل اور رفع کا بھی اجتماع نہ ہونا چاہئے۔ قتل جسمی اور رفع جسمی میں تو بیشک تضاد اور عدم اجتماع ہے اور قتل جسمی اور رفع درجات میں تضاد نہیں کیونکہ جو شخص بے گناہ مقتول وشہید ہو اس کے لئے رفع درجات بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا **﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾** سے رفع جسمی مراد ہے نہ رفع درجات۔

سوال:۔ قتل صلیبی چونکہ حسب تصریح توراۃ موجب لعن وملعونیت ہے۔ لہٰذا ذکر ملزوم وارادہ لازم کے طریق پر گویا کلام مذکورہ بمزلہ "**وما كان ملعونا بل رفعه الله اليه**" کے ٹھہرا اور ملعونیت اور رفع درجات روحی کے مابین تضاد ہے۔ دونوں بہم جمع نہیں ہوسکتے۔

جواب:۔ مقتول صلیبی کا مستوجب لعن ہونا اسی صورت میں ہے۔ جبکہ مقتول مرتکب جرم ہو۔ ورنہ درصورت غیر مجرم ہونے کے مستحق اعزاز واکرام ہوتا ہے۔ دیکھو توراۃ، کتاب استثنا آیہ ۲۲ اور ۲۳ میں اس امر کی تصریح کردی گئی ہے جس کو ہم سیف چشتیائی میں توراۃ سے بعبارتہ نقل کرچکے ہیں۔ اس وقت یہ قلم برداشتہ میں لکھ رہا ہوں کوئی کتاب سامنے نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیۃ ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ میں تحقق ہے اس وعدہ کا جو آیۃ ﴿اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ..... الخ﴾ میں دیا گیا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیت ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ نص قطعی ہے رفع جسمی و حیات مسیح پر اور تحقق ہے اس وعدہ کے لئے جو کہ ''**متوفیک و رافعک**'' دونوں سے کیا گیا ہے۔ اور (**فلما توفیتنی**) میں وہی مطلق رفع مراد ہے یعنی در جواب سوال خداوندی آنحضرت ﷺ و مسیح دونوں اسی **توفیتنی** کو استعمال فرمائیں گے۔ چنانچہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ **انی متوفیک** اور **فلما توفتنی** اور ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ میں رفع جسم والروح مراد ہے۔ واضح ہو کہ ابن عباس و بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب حیات مسیح کا ہے۔ چنانچہ مرویات ابن عباس مندرجہ تفسیر درمنثور و کتب احادیث اور تراجم بخاری سے ظاہر ہے اور حدیث برثملا وصی عیسیٰ ابن مریم سے بھی کل صحابہ علیہم الرضوان کا اجماعی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ لہٰذا قول ابن عباس ''**متوفیک ممیتک**'' مندرجہ بخاری سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ ان کا مذہب برخلاف عقیدہ اجماعی کے ہو، ممکن ہے کہ **متوفیک** کا معنی **ممیتک** امتحاناً فرما دیا ہو۔ چنانچہ آپ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مباحثات یومیہ میں جو فیما بین صحابہ آیات قرآنیہ کے متعلق ہوا کرتے تھے اثناء تقریر میں **مسح علی الرجلین** کو مدلل طور پر امتحاناً بچایہ ثبوت پہنچاتے تھے۔ حالانکہ مذہب ان کا غسل رجلین کا ہے۔ اور نیز یہ روایت معارض ہے دوسری روایات ابن عباس سے جن کو درمنثور وغیرہ نے باسانید صحیحہ ذکر کیا ہے۔

جواب سوال نمبر۴:

آیت ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ مسیح موعود کے وقت جتنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت کے پہلے اس پر ایمان لائیں گے مرزائیوں کے اس پر اعتراضات ہے کہ:

ا..... یہ معنی مخالف ہے آیت ﴿وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ﴾ سے کیونکہ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مؤمن ہو جائیں گے۔

الجواب: قیامت تک غالب رہنے کا معنی مدت دراز تک تا قریب قیامت غالب رہنے کا ہے نہ یہ کہ شروع یوم حشر تک۔ عرصہ دراز سے قرآن کریم میں تعبیر نہ صرف **الی یوم القیامة** کے ساتھ کی گئی ہے بلکہ اس معنی کو (**خالدین**) کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھو ﴿خَالِدِیْنَ فِیْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّکَ﴾ حالانکہ مدت دوام آسمان وزمین دنیویہ معدود اور متناہی ہے نہ بطریق خلود۔ اہل عرب کا محاورہ ہے کہتے ہیں۔ **لا اتیک مادامت السموات والارض وما اختلف اللیل والنهار** اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں جب تک زندہ ہوں تیرے پاس نہ آؤں گا۔ اس سے اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ قائل لا آتیک تا مدت بقاء آسمان زمین اور تا تعاقب لیل ونہار زندہ رہے گا۔ تو یہ حماقت ہے۔ جس کا منشاء بغیر از جہالت اور نہیں اسی تقریر سے مطلب آیۃ ﴿وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ﴾ کا بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ رہی آیت ﴿وَلَوْشَآءَ لَهَدٰاکُمْ اَجْمَعِیْنَ﴾ سو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تم سب کو راہ راست پر کر دیتا، مگر ایسا نہیں چاہا۔ یعنی کسی کو کافر کسی کو مؤمن بنایا۔ اس سے یہ نہیں پایا جاتا اگر مثلاً خطہ عرب کے سارے موجودہ لوگ مشرف بالایمان بعد از کفر وشرک ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہوا ہے تو یہ امر آیت **لوشاء لهداکم** سے برخلاف ہوگا۔ ایسا ہی کسی شہر یا کسی ملک یا روئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زمین کے باشندے مختلف المذاہب اگر مسلمان ہو جائیں تو آیت مذکورہ کی مخالفت نہیں۔ ایسا ہی مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے وقت موجودہ لوگ جو قتل وہلاکت سے بچ رہے ہوں سارے ہی مسلمان ہو جائیں تو ہوسکتا ہے۔

دجال معہ ستر ہزار یہود اگر بغیر ایمان لانے کے مرجائیں تو اس سے اس کلیہ میں جو مدلول آیت ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ .....الخ﴾ کا ہے کوئی خلل نہیں آتا کیونکہ "**لیومنن**" قضیہ موجبہ ہے اور صدق ایجاب وجود موضوع کا مقتضی ہوتا ہے۔ پس محکوم علیہا وہ افراد ہوں گے جو کہ قتل وہلاکت سے بچ جائیں گے۔ مثلاً اگر کہا جائے عرب میں سب لوگ مسلمان رہیں گے یا ہوں گے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ بعد جہاد ومقابلہ جو بچ رہیں گے وہ مسلمان ہی ہوں گے۔ "**صدق الایجاب یقتضی وجود الموضوع**" قضیہ مسلمہ ہے۔

یہ خیال کرنا کہ جب بعہد مبارک آنحضرت ﷺ تمام اہل کتاب مسلمان نہیں ہوئے تو پھر مسیح کے زمانہ کو کیا خصوصیت ہے۔ بالکل بے جا اور جہالت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اہل فارس وروم وغیرہ بعہد نبوی مشرف باسلام نہیں ہوئے تو بعہد خلیفہ اول یا ثانی یا ثالث یا رابع یا بعہد خلیفہ آخری (مہدی موعود) کیسے مسلمان ہوسکتے ہیں تو ایسے قائل کو جواباً یہی کہا جائے گا کہ خلفاء علیہم الرضوان کی کاروائی چونکہ تاسیس نبوی کی ترقی ہے اور اسی ڈالی ہوئی بنیاد کی تعمیر ہے۔ لہٰذا بعینہٖ نبوی کاروائی کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے بلکہ پیشین گوئی آیت ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ والی آخری خلیفہ نبوی کے زمانہ میں بروقت نزول مسیح متحقق ہوگی۔ چنانچہ وعدہ فتوح بلاد شام مندرجہ سفر تورایت موسوی زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا تھا بلکہ بعہد یوشع خلیفہ موسیٰ علی نبینا وعلیہما السلام متحقق ہوا۔ ایسا ہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعدہ ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ بعہد خلیفہ آخری بروقت نزول عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام ظہور میں آئے گا۔ اور یہ سب کمال نبوی ہوگا ﷺ۔

جواب سوال نمبر۵.....:۔ انکار معجزات مرزا اور مرزائیوں سے کوئی نئی بات نہیں فلاسفہ اور معتزلہ ان سے پہلے منکر چلے آئے ہیں۔ اور اہل السنّت اپنے تفاسیر ومؤلفات میں جابجا مع مالہا وماعلیہا ان کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ آیات خمسہ ذیل ہیں۔

۱.....﴿وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾

۲.....﴿اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾

۳.....﴿حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ.....الخ﴾

۴.....﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ.....الخ﴾

۵.....﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ.....الخ﴾

بیان ہے اکثریہ کا اور انتفاء امر طبعی کا یعنی موتی بحسب الطبع رجوع کو نہیں چاہتے ۔ کما قال لا یرجعون اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اگر اللہ تعالیٰ موتی کو اس عالم میں دوبارہ لائے تو بھی ناممکن اور غیر واقع ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ خرق عادت ہوگا نہ بروفق عادت اور قولہ تعالیٰ ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ خرق اور وفق دونوں کو شامل ہے۔

جواب سوال نمبر۶:

﴿رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى﴾ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ چار پرندے پہلے مار دیئے گئے تھے۔ بعد ازاں زندہ کئے جانے پر ابراہیم علیہ السلام کے پاس دوڑ کر پہنچے قیمہ، کوشا وغیرہ وغیرہ ہو یا نہ ہو پہلے ان کی موت تو ضروری ٹھہرتی ہے۔ تا کہ احیاء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موتی کا معنی متحقق ہو۔ بخلاف اس صورت کے کہ جب چاروں زندہ پہاڑوں پر چھوڑ دیئے گئے ہوں اور بعض کو ان میں سے بلایا گیا ہو کیونکہ اس صورت میں احیاء موتی والا معنی جس کو ابراہیم علیہ السلام نے معاینہ کرنا چاہا تھا پایا نہیں جاتا مفسرین علیہم الرضوان کا بیان (قیمہ، کوٹنا وغیرہ) بیان تاریخی ہے نہ ترجمہ۔

جواب سوال نمبر ۷:

قرآن کریم میں بیس (۲۰) کی جگہ اگر لاکھ جگہ **متوفی** کا معنی موت لیا گیا ہو تو بھی کلیہ اس سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ جواب سوال نمبر ۲ میں لکھا گیا ہے۔

(۸) آٹھویں سوال کا جواب بھی پہلے جواب سوال نمبر ۲ سے آپ معلوم کرسکتے ہیں۔

والسلام خیر ختام والحمد للہ اولا وآخرا

والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً علیہ ظاھراً.

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر دعلی شاہ عفی عنہ ربہ،

بقلم خود از گولڑہ (۱۸ ذوالحجہ ۱۳۳۴ھ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

ایضاح المراد لدفع الایراد

بجواب عنایت نامہ محبی مولوی عبداللہ صاحب سجادہ نشین گڑھی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا ومصلیا مشتکیا ومتشبثا

از مشتکی الی اللہ متشبث بذیل رسول اللہ ﷺ المدعو بہ مہر علی شاہ عفی عنہ ربہ. بخدمت معظمی ومکرمی جناب مولوی عبد اللہ جیو صاحب متع اللہ المسترشدین بطول حیاتہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اما بعد صحیفۂ گرامی ونمیقۂ سامی مشتمل بر اظہار [1] ھو الحق وازھاق ما ھوا لباطل متفقد حال ایں بے پروبال گردید۔

اشعار

ولما تجلت للعیون تزاحمت	علی حسنھا للناظرین مطامع
تجمعت الابصار فیھا وحسنھا	بدیع لانواع المحاسن جامع
اذا ما یدت عینا فکلی اعین	وان ھی ناجتنی فکلی مسامع

---

[1] ونیز مشتمل بود بر خوشنودی از اندراج اسم جناب موصوف در۔ رد الرد وعدم الرضا بر اخراج بعد الاندراج کما حرر ''الحمد للہ و کفی باللہ شھیدا'' کہ غایت خوشنودی حاصل گردید۔ اما بعد از اندراج محو کردن وجہے نہ دارد۔ انتہی بلفظہ ۱۲ م چ غ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیاقلب شاهد حسنها وجمالها ففیها لاسرار الکمال ودائع

وصاحب بموسی العزم خضر ولاتها ففیها الی ماء الحیات منافع

فقری بها یا نفس عینا فانه! تحدثنی والمولنون هوا جع

دربارۂ ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ هدایت شده بودکه ابطال (انا قتلنا است نه قتلوا انتهی بمحصله) محذوما در آیت کریمه ﴿وَمَا قَتَلُوهُ یَقِیْناً بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾ ابطال عکس مایذکره المتکلم است **اولاً:** که نقیض صریح اوست وابطال انا قتلنا است **ثانیاً:** بوجه اتحاد معنون،واو جمع،ونا ضمیر متکلم مع الغیر تشریح ایں رادر رد الرد مطالعه فرمائیند که به مصطلحات اهل معانی تعلق دارد۔

ہدایت ثانیہ

درآیت کریمه ﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ مرجع ضمیر غائب کفار است نه انبیاء علیهم السلام پس حاجت نیست به تکلف که قضیه مطلقه عامه است نه دائمه.انتهی بلفظه، معظماء منشاء ایں هدایت نیز ذهول است ازطرز استدلال خصم که مثبت وفات مسیح است بدلالت ایں نص نه بعبارت او ومحل استشهاد(انک میت)است فقط که عبارتاً دال است بروفات آنحضرت ﷺ ودلالته[1] بر موت سائر انبیاء علیهم السلام.چنانچه (انهم میتون) دال است بر موت کفار مکه

---

[1] علی ما هو المقرر فی علم الاصول من ان المعتبر وجود المناط سواء کان المسکوت اولی او مساویاً۔ ۱۲منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبارةً وغیر مکه دلالته اگر گوئی پس آیت مذکوره صریح چگونه خواهد بود در وفات مسیح ابن مریم کما ذکر فی السوال.گویم علماء اصول تصریح نموده اندبآنکه دلالت النص قطعیةٌ یعرفها کل من کان من اهل اللسان وجلی بخلاف القیاس فانه ظنی وخفی. ومراد از (انهم میتون)که بسر سطر هر دهم واقع است همان مفهوم بحسب الدلالت است. نه مذکور فی الآیة بحسب العبارة.فالجواب هو الجواب لا کما زعم الجناب۔

ہدایت ثالثہ

جواب مرزا قادیانی که در آیت خاتم النّبیین بانقطاع نبوت ورسالت داده اند خلاف از دلائل قطعیه است جواب شافی کافی آنست که مفسرین داده اند مراد از خاتم النّبیین قاطع حدوث واستقلال نبوت است ﷺ.انتهے بلفظه.مکر ما جواب بانقطاع نبوت ورسالت را که خلاف ماذکره المفسرون انگاشته اند البته از موجبات تعجب بینماید. مزید برآں او را مخالف از دلائل قطعیه هم فرموده اند مع آنکه کلام مفسرین صراحةً واحادیث صحیحه عبارةً شاهد اند بر انقطاع مذکور۔

ا.....قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا عبد الواحد بن زیاد حدثنا المختار بن فلفل حدثنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبیی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴.....**حدیث**:۔ دیگر کہ امام احمد بروایت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اخراج نمودہ۔عن النبی ﷺ قال مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی دارا الی فانا فی النبیین موضع تلک اللبنۃ۔

۳.....**حدیث**:۔دیگر کہ(ابو داؤد) طیالسی بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ آوردہ ۔قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل بنی دارا. الی ختم بی الأنبیاء علیہم الصلوۃ والسلام۔(وبخاری ومسلم وترمذی)نیز ایں را بہ طرق متعددہ ذکر نمودہ۔

۴.....**حدیث**: دیگر کہ امام احمد بروایت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ اخراج نمودہ۔یقول قال رسول اللہ ﷺ لا نبوۃ بعدی الا المبشرات.....الخ

۵.....**حدیث**: دیگر کہ امام احمدبروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ آوردہ۔ قال قال رسول اللہ ﷺ ان مثلی ومثل الانبیاء الی فکنت انا اللنبۃ۔

۶.....**حدیث**:دیگر کہ او را(مسلم وترمذی وابن ماجہ)بطرق مختلفہ ذکر نمودہ۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطہورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون ۔

۷.....**حدیث**: دیگر کہ امام احمد بروایت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ اخراج فرمودہ ۔ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء الی فجئت انا فاتممت تلک اللنبۃ۔

۸.....**حدیث**: دیگر کہ امام احمد بروایت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آورده۔ قال قال النبی ﷺ انی عند الله لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینه۔

۹.....**حدیث**:۔دیگرکه زهری بروایت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ آورده۔قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو الله تعالیٰ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعده نبیٌ۔

۱۰.....**حدیث**:۔دیگر که امام احمد بروایت عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ آورده۔یقول خرج علینارسول الله ﷺ یوما کالمودع فقال انا النبی الامی ثلثا ولا نبی بعدی .....الخ،وغیره احادیث۔عبارات مفسرین را نیز ملاحظه فرمائیند۔

۱.....**قال البیضاوی**(ولا یقدح فیه نزول عیسیٰ بعده لانه اذا نزل کان علی دینه مع ان المراد انه اٰخر من نبی)انتهیٰ۔

۲.....**قال الخازن**(قلت ان عیسیٰ علیہ السلام ممن نبی قبله وحین ینزل فی اٰخر الزمان ینزل عاملا بشریعة محمد ﷺ ومصلیا الی قبلته کانه بعض امته)انتهیٰ۔

۳.....**وفی المدارک**(وعیسیٰ علیہ السلام ممن نبی قبله وحین ینزل ینزل عاملا علی شریعة محمد ﷺ کانه بعض امته) انتهیٰ۔

۴.....**وفتح البیان**(وعیسیٰ ممن نبی قبله وحین ینزل ینزل عاملا علی شریعة محمد ﷺ کانه بعض امته) انتهیٰ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵.....**وقال العلامة ابو السعود**(ولا یقدح فیه نزول عیسیٰ بعده علیهما السلام لان معنی کونه خاتم النبیین انه لا ینبأ احد بعده وعیسیٰ ممن نبی قبله وحین ینزل انما ینزل عاملا علی شریعة محمد ﷺ ومصلیا الی قبلته کانه بعض امته) انتهیٰ.

۶.....**وفی روح البیان**(ولا یقدح فی کونه خاتم النبیین نزول عیسیٰ بعده لان معنی کونه خاتم النبیین انه لا ینبأ احد بعده کما قال لعلی رضی اللہ عنہ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الاانه لا نبی بعدی.وعیسیٰ ممن تنبأ قبله وحین ینزل انما ینزل علی شریعة محمد علیہ السلام مصلیا الی قبلته کانه بعض امته فلا یکون الیه وحی ولا نصب احکام بل یکون خلیفة رسول الله)انتهیٰ موضع الحاجة.

۷.....**وقال ابن کثیر**(فهذه الایة نص فی انه لا نبی بعده واذا کان لا نبی بعده فلا رسول باالطریق الاولیٰ والاخری لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة.

۸.....**وفی روح المعانی**(لکنه لا یتعبد بها لنسخها فی حقه وحق غیره وتکلیفه باحکام هذه الشریعة اصلاً وفرعاً فلا یکون الیه علیہ السلام وحی ولا نصب احکام بل یکون خلیفة رسول الله وحاکما من حکام ملته بین امته)انتهیٰ موضع الحاجة.

۹.....**وفی الشهاب علی البیضاوی**(فالظاهر ان المراد من کونه علی دینه انسلاخه عن وصف النبوة والرسالة بان یبلغ ما یبلغه عن الوحی.....الخ،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتهیٰ.

از عبارات مسطوره پید است که عیسیٰ را علی نبینا علیہ السلام پیش از آنحضرت ﷺ نبوت تشریعیه بالااستقلال ووحی بشرع عیسوی بوده وبعد از نزول در رنگ احادامت مرحومه عامل بشرع محمدی ﷺ خواهد بود ونبوت تشریعیه ووحی بشرع عیسوی منقطع خواهد گشت وهمین است مراد شهاب از انسلاخ او از وصف نبوت ورسالت واز انقطاع مذکور در احادیث صحیحه نه آنکه مسیح علیہ السلام بعد از نزول از منصب رسالت معزول خواهد گشت واطلاق نبی ورسول بر ونخواهد ماند حاشا وکلا۔ چنانچه صاحب روح المعانی در بیان مراد شهاب مے فرماید "ولا اظنه عنیٰ بالانسلاخ عن وصف النبوة والرسالة عزله عن ذالک بحیث لا یصح اطلاق الرسول والنبی ﷺ فمعاذ الله ان یعزل رسول او نبی عن الرسالة او النبوة بل اکاد لا اتعقل ذالک ولعله اراد انه لا یبقیٰ له وصف تبلیغ الاحکام عن وحی کما کان له قبل الرفع".

پس جناب را حسب اقرار خویش هذا(جواب شافی وکافی آن است که مفسرین داده اند)لازم که جواب شمس الهدایت را قبول فرمائیند.وآنچه فرموده اند که (جواب انقطاع نبوت ورسالت خلاف از دلائل قطعیه است) منشاء او بغیر اغماض از احادیث صحیحه واقوال مفسرین مرقومه بالاچه خواهد بود. مخدوما آیا این همه مفسرین بر خلاف دلائل قطعیه فرموده اند آنچه بالا مرقوم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گشته۔ وبر تقدیر انکار از دلیل قطعی بر کفرو درصورت عدم علم بداں بر جهالت مرده اند۔ حاشا وکلا۔ یا شارع علیہ السلام از دلائل قطعیه جناب بے خبر مانده۔ در احادیث مذکوره تصریح به انقطاع نبوت فرموده۔ العیاذ بالله۔ مخدوما اعتراض جناب نه تنها بر شمس الهدایت است بلکه بر فرمان پاك آنحضرت ﷺ که موصوف است به ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ بوده لهٰذا بلب ادب ملتمسم که ازیں عقیده نامرضیه که ناشی است از التزام مطالعه کتاب امروهی توبه نمایند۔ مومن چگونه روا دارد که سرور عالم مالك علم اولین وآخرین ﷺ ۔برخلاف دلائل قطعیه ارشاد فرموده باشند معاذ الله سخت متعجب ام که جناب چگونه احادیث انقطاع نبوت ورسالت رامع اتفاق الائمة علی صحتها مخالف از دلائل قطعیه انگاشته اند۔ اگر فرمائیند که مراد از انقطاع نبوت ورسالت آنست که ایں هر دو بطریق حدوث واستقلال منقطع شده اند گوهم همیں است معنی عبارات منقوله مفسرین ومعنی عبارت شمس الهدایت ومعنی احادیث صحیحه منقوله بالا۔

ازایں بیان کالشمس فی النهار واضح گشته که جناب در اعتراض ثالث که بعنوان جواب ثالث تعبیر فرموده اند بچهار وجه فکر صائب را مبذول نه فرموده اند۔

اوّل:۔آنکه انقطاع نبوت ورسالت را بعد آنحضرت ﷺ خلاف از

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلائل قطعیه نوشته اند مع آنکه به نصوص قطعیه ثابت است کما ذکرنا۔

دوم:۔آنکه مفسرین را بانقطاع نبوت ورسالت قائل نشمرده اند مع آنکه از تصریحات او شاں ثابت است۔

سوم:۔آنکه بر ناصیه علم ایں متجران داغ جهل ونادانی از احادیث مذکوره بالا نهاده اند۔

چهارم:۔آن معنی که جناب به نسبت مفسرین نکر فرموده اند۔ او را مغائر از انقطاع نبوت ورسالت دانسته اند مع آنکه انقطاع استقلال نبوت عین انقطاع نبوت ورسالت تشریعیه است۔ زیرا که استقلال فی النبوت عبارت است از تعمیل بشرع خویش بغیر اتباع بکسے پس انقطاع استقلال فی النبوت عین انقطاع نبوت ورسالت تشریعیه خواهد بود۔

شاید وجه انکار جناب از قول بانقطاع نبوت ورسالت آنست که قول مذکور بزعم جناب مستلزم معزولیت معصوم است از منصب نبوت۔ چنانچه مرزا در ایام صلح وامروهی در شمس بازغه همیں معنی را دلیل آورده اند برائے بطلان نزول مسیح اسرائیلی۔

وهمه مفسرین ومحدثین وفقهاء امت مرحومه را از خیر القرون الی یومنا هذا زیرا ایں الزام داشته اند۔ مخدوما ایں الزام او شاں فی الواقع ناشی است از جهالت واز همیں قبیل است استدلال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض معتزله وجهمیه بآیت خاتم النّبیین برائے انکار از احادیث نزول تشریحش آنکه نبوت ورسالت را دو رخ است ظهور وبطون۔ ظهور عبارت است از توجه الی الخلق ، و دعوت الی الشریعت۔ چنانچه بطون عبارت است از استفاضه من الله وحصول مقام اختصاص وظهور نبوت بسبب تغیر وتبدل شرائع واحکام متغیر ومتبدل میگردد۔ وهیچ نقصے ازیں تغیر وتبدل عائد به حال نبی ورسول نمیشود۔ بلکه حکیم مطلق ایں تغیر وتبدل را در حق داعی ومدعو سبب تکمیل حالات او شاں ساخته۔ هر چند که دعوت بشرع مستقل خویش منصبی است عظیم لکن اتباع شرع محمدیﷺ مقامیست بس بلند وبزرگ که تابع را بعد حصول فناء اتم از ثرئے تابه ثریا۔بل بما فوق العرش و وراء الورٰے میرساند۔ وهمه انبیاء عظام چونکه فی الحقیقت نواب آنحضرتﷺ بوده اند کماصرح به صاحب الفتوحات پس بر تقدیر حیات او شاں در دوره محمدی لا بداست از اتباع همیں شرع شریف کما قال لو کان موسیٰ حیاما وسعه الا اتباعی۔ تخصیص موسیٰ از روئے نظر به خصوص محل است والا فالحکم عام۔ ولنعم ما قیل

ایکه از بهر وجود همه عالم سبحی　　شافع روز جزا داقع رنج وتعبی
همه خوانند بشوقت چه نبی وچه ولی　　مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدائت چه عجب خوش لقبی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گفتند شمس وقمر گہ نہ پسندد جانم　　نسبت حور وملک باتو محقر دانم
چہ بگویم چہ نویسم چہ بگفت خوانم　　من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

اے فلک اوج وملک فوج وشہ ہر دوسرا　　بشرے را بتو ہم پلہ مشمارم حاشا
عالم پاک کجا مرتبۂ خاک کجا　　نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
بہتر از آدم وعالم تو چہ عالی نسبی

واز جهت نیل همیں شرف وفوز همیں سعادت سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرموده (خضنا بحر الم یقف علی ساحله الانبیاء)مراد از بحر ذات مبارك آنحضرت ﷺ است کما فی شعر

کالزهر فی ترف والبدر فی شرف　　والبحر فی کرم والدهر فی همم

آری بطون نبوت ومقام اختصاص بالکل مبرا ومنزه است ازینکه زوال وانقطاع را در ومساغی باشد چه ایں مستلزم خزی وخذلان است که انبیاء ورسل علیهم السلام بالقطع محفوظ ومصون اندازد۔ کما صرح به العلامة السیوطی وغیر واحد من السلف وصاحب روح المعانی حیث قال (فمعاذ الله ان یعزل رسول او نبی عن الرسالة او النبوة بل اکاد لا اتعقل ذلک وایضا ذکر)(ثم انه علیہ السلام حین ینزل باق علی نبوته السابقة لم یعزل عنها بحال .....الخ)پس مراد از نبوت ورسالت منقطعه او ست یعنی تبلیغ ودعوت بحسب شرع عیسوی ﷺ محدود است تا بظهور شرع محمدی ﷺ نه اینکه عیسی علی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبینا علیہ السلام بعد النزول از منصب مقام اختصاص که لازم غیر منفك است مر انبیاء را علیهم السلام معزول خواهد بود چه قول بانقطاع نبوت ورسالت بایں معنی کفر است وخلاف نصوص بیّنه وچونکه حصول ایں مقام حضرت عیسیٰ علیہ السلام را پیش از سرور عالم ﷺ بوده لهٰذا نزول او باوصف نبوت من حیث البطون منافی بآیت خاتم النّبیین نخواهد بود مگر نبوت مزعومه کادیانی که بوجه حدوث بعد آنحضرت ﷺ لا محاله بآیت مذکور منافی است۔ از اینجابر ناظرز کی بوضوح پیوسته باشد که ۱ .....حصول بطون نبوت عیسویه قبل از بعثت محمدیه،۲ .....وبودن عیسیٰ بعد النزول در رنگ احاد امت مرحومه هر دور را دخل است در دفع منافات مذکوره۔پس جواب خازن ومدارك وفتح البیان وابو السعود وصاحب روح البیان اتم واسلم است از آنچه قاضی بیضاوی درین مقام فرموده۔ الا ان یحمل کلامه علی خلاف الظاهر۔

ونیز وجه تطبیق میان قول بانسلاخ از وصف نبوت وقول بعدم انسلاخ از وکما صرح به العلامة السیوطی ویدل علیه حدیث عائشة الصدیقة رضی الله عنها لا تقولوا لانبی بعده (کما فی درالمنثور)

بظهور پیوست یعنی مراد از نبوت ورسالت منقطعه نبوت ورسالت تشریعیه است۔ آرے نبوت ورسالت غیر تشریعیه برحال خود است فعیسیٰ علیہ السلام بعد النزول نبی ورسول برسالة غیرتشریعیة عامل بشرع محمد ﷺ والحاصل ان اللازم غیرقادح والقادح غیرلازم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کما قال الشیخ ﷺ فی الباب الثالث والسبعین من الفتوحات فان النبوة التی انقطعت بوجود رسول اللهﷺ انما هی نبوة التشریع لا مقامها فلا شرع یکون ناسخا لشرعه ﷺ ولا یزید فی شرعه حکما اخر. وهذا معنی قولهﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی ولا رسول ای لا رسول بعدی الی احد من خلق الله بشرع یدعوهم الیه فهذا هو الذی انقطع وسد بابه لا مقام النبوة فانه لاخلاف ان عیسیٰ علیہ السلام نبی ورسول وانه لا خلاف انه ینزل فی آخرالزمان حکما مقسطاعدلابشرعنالابشرع آخرولا بشرعه الذی تعبد الله به بنی اسرائیل من حیث ما نزل هو به بل ما ظهر من ذالک هو ما قرره شرع محمدﷺ ونبوة عیسیٰ ثابتة له محققة فهذا نبی ورسول قد ظهر بعدهﷺ وهو الصادق فی قوله انه لا نبی بعده فعلمنا قطعا انه یرید نبوة التشریع خاصة انتهیٰ موضع الحاجة وکما صرح به صاحب روح المعانی حیث قال ولعله اراد انه لا یبقی له وصف تبلیغ الاحکام عن وحی کما کان له قبل الرفع..... انتهیٰ۔

الحاصل نبوت ورسالت من حیث التشریع بعد آنحضرت ﷺ بلکه نبوت تشریعیه بر مشرع سابق بعد وجود مشرع لاحق منقطع گشته وهمیں مراد است از احادیث وازانچه درشمس الهدایت ۱۲ ، اندراج یافته وبودن حدوث نبوت یا ثبوت او مدلول برائے صیغۂ نبی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبحثے است نفیس وانسب بمقام لکن خوف ملالت طبع جناب آبی است از تشریح او۔

اعتراض چہارم: که بعنوان سوال ذکر فرموده اند یعنی از وجه استلزام بین الآیتین الشریفتین استفسار فرموده اند مکر ما غرض سائل از معنی کلمۂ توحید ابطال هر دو شق است یعنی اراده معنی وجوب وامکان ازاله هر دو صحیح نمیتواند شد. پس عدم وجود استلزام نیز از وجوه ابطال است منشاء این سوال و اعتراض جناب هم ذهول است از غرض سائل۔

الغرض هر چهار اعتراض جناب مشابه اندبه اعتراضات امروهی وکادیانی که براحادیث صحیحه وسلف صالحین نموده اند بغیر ایں که غرض قائل را فهمیده باشند گویا از قبیل "قبل از مرگ واویلا" هستند۔

علی جاها ایں طر از که تخمیناً از عرصۂ یك ونیم سال بر خود گرفته اندهر گز بر جامۂ درویشی نمی زیبد. طرز مشائخ عظام را باید وزید.غورفرمایئند که حضرات تو سویه ومکهڈیه وحضرت صاحب میروی بلکه کل سجاده نشینان پنجاب وهندوستان بر کدام راه میروند وجناب کدام طریق گرفته اند. آیا مثل جناب علم وتقوی

ا ومحصله ان التقسیم فی الاعتراض غیر حاصر ونختار شقا ثالثاً وهو ان عیسیٰ بعد النزول نبی ورسول یعمل بشرع محمد علیهما السلام لانقطاع النبوة والرسالة التشریعتین بعد خاتم النبیین ﷺ ۱۲ منه.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نه دارند یا لباس اظهار حق واز هاق باطل بلائے قد شاں راست نمے آید کلمات قدسیه حضرت تونسوی ﷺ وفقرات نصحیه حضرت میروی ومخدومی امیر حمزه صاحب را خیال نه فرمودند پشاور وهزاره ومیره شریف ومکهڈ شریف وعلاقه کوه مری وگڑهی شریف وغیره مواضع هر جاکه تشریف ار زانی فرموده اند باظهار فضیلت وکمال علمی حریف مقابل وتجهیل وتغلیظ این نیاز مند شغلے داشته اند۔ مخدوما این بے هیچ را نه دعویٰ علم است نه کمال دیگر ﴿وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ﴾ تاکه از عنایت کذائیه جناب خطرناك باشد ع

دستار نداریم غم هیچ نداریم

البته ورزش این وضع مرکسے را که بر جادۂ مشیخت باشد مضراست برائے خودش مع المعتقدین که مؤثر تر مے آید در حق عوام وموجب تذبذب میباشد در اسلام۔

چه خوش بودے اگر جناب قبل از اشاعت مذکوره مراد احادیث واقوال مفسرین بغور فهمید ندے یا مثل دیگر علمائے کرام اغماض فرمودندے۔

تاکه این کرم فرمائی جناب موجب خوشنودی مخالفین نه بودے انیست آنچه نیاز مند دراین مقامات مراد داشته ونوشته

ومابرء نفسی والانصاف علی الناظرین من العلماء العظام والصوفیة الکرام۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الٰهی اگر ازیں بے هیچ که مستندے بغیر از فضل وکرم توندار وخطائے ونسیا نے سر زده باشد عفو فرما۔ فانه لاحول ولا قوة الا بک۔ رباعی

من بے تودمے قرار نتوانم کرد　　احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر برتن من زبان شود هر بن موئے　　یك شکر تو از هزار نتوانم کرد

الٰهی بحرمت آنانکه بکلی از خود رفته اند وبشهود جمال تو پیوسته ایں گرفتار پندار هستی را نجاتے به محض فضل وکرم خویش ارزانی فرما واز هر چه مانع یافت سعادت ذکر حقیقی است آزادی به بخشا۔

بالنبی الهاشمی واله وعترته ورُوحی وروَحی سیدی شمس العلا علیه وعلیهم الصلوٰة والتسلیمات ما لا تعدو ولا تحصی قلم اینجا رسید وسر در کشید۔ اللهم صل وسلم وبارک وادم علی سیدنا محمد واله وعترته وصحبه ملاء علمک وزینة حلمک من اول الدنیا الی فنائها ومن اول الا اخرة الی بقائها واهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین. آمین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

اگر دعوتم رد کنی ور قبول　　من ودست دامان آل رسول

العبد الفقیر الملتجی الی الله الغنی بعما سواه

المدعو به مهر علی شاه

۶ محرم ۱۳۲۰ھ، سجاده نشین گڑھی افغاناں ۱۹۰۲ء۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرزائیوں کی طرف سے دوسوال اور
حضور قبلہ عالم کی طرف سے ان کے جواب

پہلاسوال: پیر صاحب عیسائیوں کے اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ مسیح ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر چلے گئے ہیں۔ مگر اپنے نانا صاحب سید الاولین والآخرین ﷺ کے اس قول کو کیوں نہیں مانتے جو (مستدرک اور طبرانی) میں موجود ہے۔ **واخبرنی ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائة سنة.....الخ۔**

جواب: ناظرین علماء کرام سے اس میں نہایت ہی متعجب ہیں کہ اس کو بہ نسبت مدعی اہل اسلام کے جو عقیدہ اجماعیہ ہے۔ کیا خیال کیا جائے۔ آیا مناقضہ ہے یا معارضہ یا منع۔ رفع خواہ ۳۳ سال کے بعد ہو یا ۱۲۰ سال یا ۱۵۰ سال کے علی حسب اختلاف الروایات حیات مسیح الی الآن کو منافی نہیں۔ قطع نظر اس جہالت سے امام جلیل حافظ عماد الدین ابی کثیر نے ۳۳ سال کی روایت کو مطابق حدیث صحیح کے لکھا ہے اور (خازن اور ابن سعد اور احمد اور حاکم) نے اس کو صحابہ عظام کی طرف منسوب کیا ہے۔

فانه رفع وله ثلث وثلثون سنة فی الصحیح وقد ورد ذالک فی حدیث فی صفة اهل الجنة انهم علی صورت ادم وميلاد عيسیٰ وثلث وثلثين سنة واما ما حكاه ابن عساكر عن بعضهم انه رفع وله مائة وخمسون سنة فشاذ غريب بعيد. (ابن کثیر، ص ۲۴۵)

قال ابن عباس ارسل الله عيسی عليه السلام وهو ابن ثلاثين سنة فمكث فی رسالته ثلاثين شهراً ثم رفعه الله اليه. (تفسیر خازن، صفحہ ۵۰۴)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واخرج ابن سعد واحمد فی الزهد والحاکم من سعید بن المسیب قال رفع عیسیٰ ابن ثلاث وثلثین سنة ۔

سوال۲: اگر مسیح زندہ آسمان پر بلا ایذا یہود چلا گیا تو وہ مسیح کا ہمشکل جو مصلوب ہوا تھا اس کی نعش کدھر گئی۔ اگر وہ مصلوب کوئی اور تھا تو حواریوں کو اس کے چرانے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب۲: "بحکم آنکه دروغ گوئی را حافظه نه باشد"

پہلا الزام جو پیر صاحب پر لگایا تھا۔ یعنی اتباع قول عیسائیان جلدی خیال سے جاتا رہا۔ اب فرمایئے یہ قول کس کا ہے اور صریح قول اللہ تعالیٰ کے مخالف ہے یا نہیں ۔ دیکھو ﴿وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ﴾ یعنی اے مسیح منجملہ ہماری نعمتوں کے ایک یہ بھی نعمت ہے میرے پر کہ ہم نے بنی اسرائیل کو جب انہوں نے تیرے ایذا اور قتل کا ارادہ کیا روک دیا۔ اور تم کو ان کی ایذا سے بچا لیا۔ مسیح کا قبل الرفع ۳۳ سال کا ہونا یا ۱۲۰ یا ۱۵۰ کہیں قرآن میں مذکور نہیں ۔ ہم کو حواریوں سے کیا مطلب۔ آپ ہی چونکہ ان کے تابع ہیں ان سے دریافت فرمالیں ۔ خیر تبرعاً ہم ہی سمجھا دیتے ہیں ۔ جب حواریوں کو ابتداء میں صلیب چڑھانے کے وقت دھوکا لگا تو مطابق اسی زعم اپنے کے نعش مصلوب کو بھی قبر سے چرایا۔ یہ سوال آپ صلیب پر چڑھانے کے وقت کرتے تو اتنی لیاقت ظاہر نہ ہوتی۔ مگر آپ نے پہلے ہی سر اشتہار پر صاف لکھ دیا ہے:

چو دربستہ باشد چہ داند کسے کہ جوہر فروش است یا پیلہ ور

جوہر فروشی تو نہیں البتہ نیلوفر اور بنفشہ فروشی آپ کی پنڈی سے ہر ایک دیکھ رہا ہے۔

تمت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari